مبلغ انقلاب حسینی

محافظ دین محمدیؐ ثانی زہرا

حضرت زینب سلام اللہ علیہا

پیغمبر اکرمؐ کے گھروالے بڑی بیقراری سے بچہ کی ولادت کا انتظار کر رہے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس خوشخبری کا انتظار تھا اور پیغمبرؐ کے اہلبیت اطہارؑ سے محبت کرنے والے بارگاہ خداوندی میں دست بدعا تھے کہ زچہ و بچہ دونوں زندہ و سلامت رہیں۔

دو گرانقدر نواسوں یعنی امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی ولادت سے پیغمبرؐ کی آنکھیں روشن ہو چکی تھیں اور اب تیسرے مولود مبارک کی ولادت کا وقت آگیا ہے۔

جی ہاں! اس نو مولود کی والدہ پیغمبر اکرمؐ کی پارۂ جگر حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں جنھیں خداوند عالم نے پیغمبرؐ کے لئے کوثر بنا کر بھیجا ہے، اس نو مولود کے والد کا نام حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ ہے جو رسول خداؐ کے بعد سرچشمۂ ولایت اور ان کے وصی و جانشین ہوئے۔ جی ہاں! علیؑ اس عظیم المرتبت شخصیت کا نام ہے جس نے بچپن ہی سے اسلام و پیغمبر اسلامؐ کی خدمت و حمایت کی، ساری زندگی اسلام کی راہ میں سرگرم جہاد رہے اور رضائے خداوندی کے علاوہ دوسری کسی چیز سے کوئی لگاؤ نہیں رکھا اور پوری زندگی شجاعت و جوانمردی، علم و دانش اور تقویٰ و پرہیزگاری کا نمونہ بنے رہے۔ جی ہاں! اس نو مولود کی جدۂ ماجدہ یعنی نانی خدیجہ بنت خویلد ہیں جو صدر اسلام کی خواتین کی سردار و رہنما تھیں اور انہوں نے دین مبین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی راہ میں اپنا سارا سرمایہ خرچ کر دیا تھا۔ فقط اتنا ہی نہیں بلکہ مصائب و آلام کے دوران انھوں نے رسالت کی بھرپور تائید و حمایت کی۔ چنانچہ جس وقت پیغمبر اسلامؐ پر نزول وحی کا آغاز ہوا تو غار حرا سے واپسی پر حضرت خدیجہ (س) نے ہی پیغمبرؐ کو قلبی و ذہنی سکون و اطمینان فراہم کیا۔

اس مولود کے جد بزرگوار یعنی دادا حضرت ابوطالبؑ بن عبد المطلب تھے۔ حضرت ابوطالبؑ پیغمبرؐ کے حقیقی چچا تھے اور اپنے بھائی عبد اللہ کی وفات کے بعد پیغمبر اسلامؐ کی تربیت و پرورش کی ذمہ داری حضرت ابوطالبؑ نے نبھائی تھی اور انتہائی نازک و پرخطر حالات میں پیغمبر کی حمایت کی اور ایک لمحہ کیلئے بھی وہ اپنے فریضہ سے غافل نہیں ہوتے تھے۔

جی ہاں! اس نو مولود مبارک یعنی حضرت زینبؑ کی دادی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف اور زوجہ ابوطالبؑ ہیں۔ یہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جن کی شادی ہاشمی مرد سے ہوئی اور انھوں نے انوار الٰہی کے سایہ میں روئے زمین پر واقع مقدس ترین گھر یعنی خانہ کعبہ کے اندر حضرت علیؑ کو جنم دیا۔ فاطمہ بنت اسدؑ اس عظیم خاتون کا نام ہے جس کی وفات کے موقع پر کفن کے لئے پیغمبرؐ نے اپنی عبا پیش کر دی اور کچھ دیر تک ان کی قبر میں لیٹے رہے۔ اصحاب نے پیغمبرؐ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ان معظمہ کے ساتھ جیسا سلوک فرمایا ہے ایسا کسی دوسری مرحومہ کے ساتھ کبھی نہیں کیا؟"

پیغمبر اکرمؐ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

"چچا ابوطالبؑ کے بعد مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والی خاتون یہ تھیں۔ اسی وجہ سے میں نے انھیں اپنی عبا کا کفن دیا ہے تاکہ انھیں بہشتی لباس سے آراستہ کیا جائے اور تھوڑی دیر تک ان کی قبر میں اس وجہ سے لیٹا ہوا تھا کہ قبر کی سخت منزل ان کے لئے آسان ہو جائے۔"

جی ہاں! حضرت زینبؑ کا تعلق اس خاندان سے ہے۔ جس کی مثال تاریخ بشریت میں نہیں ملتی ہے۔ یہ خداوند عالم کا پسندیدہ گھرانہ ہے جس نے خداوند عالم کے آخری اور پسندیدہ ترین دین کی رسالت

امانت وحفاظت کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر سنبھالی تاکہ یہ قیامت تک کے لئے دنیا کے تمام لوگوں کے لئے اسوۂ حسنہ اور نمونۂ عمل بن جائے۔ اب خداوند عالم اس خانوادہ کو ایک ایسا نو مولود عطا کرنے والا ہے جس کو آنے والے وقت میں حیرت انگیز کارنامے انجام دینے ہیں۔ بہر حال انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور پیغمبرؐ کے گھر میں ایک بچی کی ولادت ہو گئی۔

دیکھتے ہی دیکھتے یہ خبر ہر جگہ پھیل گئی کہ پیغمبرؐ کے گھر میں نواسی پیدا ہوئی ہے جیسے ہی پیغمبرؐ کو اپنی نواسی کی ولادت کی اطلاع ملی انھوں نے اس لڑکی کا نام زینب رکھ دیا تاکہ یہ بچی ان کی مرحوم بیٹی "زینب" کی یاد تازہ رکھے جس کا کچھ دنوں پہلے ہی انتقال ہوا تھا۔

زینب پیغمبرؐ کی سب سے بڑی بیٹی کا نام تھا جس کی شادی انھوں نے بعثت سے قبل اپنے خالہ زاد بھائی اباالعاص بن الربیع بن عبدالعزیز بن عبد شمس کے ساتھ کر دی تھی۔

زینب جنگ بدر کے بعد سرزمین مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے دوران رونما ہونے والے ایک حادثہ کی وجہ سے انتقال کر گئیں۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ مکہ سے مدینہ جاتے وقت مشرکین میں سے ایک شخص نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس وقت زینب حاملہ تھیں اور اس ظالم نے ان کے پیٹ پر ایسی چوٹ لگائی کہ حمل ساقط ہو گیا اور اسقاط کے بعد زینب کی وفات ہو گئی۔ پیغمبرؐ کو اپنی اس بیٹی کی وفات کا بڑا صدمہ ہوا تھا چنانچہ جیسے ہی حضرت فاطمہ زہراؑ کے یہاں اس بچی کی ولادت ہوئی پیغمبرؐ نے اس کا نام زینب رکھ دیا۔

بہر حال حضرت زینبؑ کی ولادت کی خبر پاتے ہی لوگ مبارکباد پیش کرنے کے لئے پیغمبرؐ کے پاس جمع ہونے لگے۔ اصحاب اور خاندان بنی ہاشم کے لوگوں نے پیغمبرؐ کو مخلصانہ مبارکباد پیش کی اور پیغمبرؐ نہایت خوشی ومسرت کے عالم میں ہر ایک کا شکریہ ادا کرتے رہے۔ اس نومولود بچی کے گہوارہ سے مشک وعنبر کی خوشبو پھیل رہی تھی۔ اور اس کے چہرے سے بزرگوں کی عظمت وفضیلت کی جھلک ظاہر ہو رہی تھی۔

جی ہاں! حضرت زینبؑ کو بچپن ہی سے ان تمام باتوں کا بخوبی علم تھا کہ کربلا کے میدان میں بھائی حسین مظلومؑ کی شہادت کے بعد انہیں اہلبیتؑ کے لٹے ہوئے قافلے کی قافلہ سالاری اور یزیدی مظالم کے بوجھ تلے دبے ہوئے اسلام کی حفاظت وپاسداری کرنی ہے۔

روایات میں منقول ہے کہ حضرت زینبؑ کی ولادت کے موقع پر لوگوں کے درمیان یہ خبر بھی پھیل گئی تھی کہ واقعہ کربلا کے بعد جناب زینب کو کیسے دشوار اور جانگداز مراحل سے گزرنا ہے اور آنے والے وقت میں انھیں کیسے انسانیت سوز مصائب کا سامنا کرنا ہے۔

مورخین کے خیال کے مطابق واقعہ کربلا کے رونما ہونے سے پچاس سال قبل لوگوں کو اس واقعہ کی اطلاع مل چکی تھی کتاب سنن ابن حنبل میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت جبرئیل نے پیغمبرؐ کو کربلا کے میدان میں امام حسینؑ اور ان کے چاہنے والوں کی شہادت کے سلسلے میں لازمی اطلاعات فراہم کر دی تھیں۔ چنانچہ "ابن اثیر" نے اپنی کتاب "کامل" میں نقل کیا ہے کہ ایک دن پیغمبر اسلامؐ نے اپنی زوجہ "ام سلمہ" کو ایک مٹھی خاک دی جو انھیں جبرئیل نے دی تھی اور یہ کہا تھا کہ یہ اس مقدس جگہ کی مٹی ہے جہاں مستقبل قریب میں ان کے نواسے حسینؑ کو شہید کیا جائے گا۔ پیغمبرؐ نے اس مٹی کو ام سلمہ کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "ام سلمہ! دیکھو جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ ہمارا نواسہ حسینؑ قتل ہو گیا ہے۔"

ام سلمہ نے اس مٹی کو ایک شیشی میں رکھ دیا۔ وہ ہر وقت اس شیشی کو اپنے پاس ہی رکھا کرتی تھیں چنانچہ جب حسینؑ مظلوم شہید ہوئے تو ام سلمہ نے دیکھا کہ وہ مٹی خون میں تبدیل ہو گئی ہے۔ انھیں فوراً ہی یہ معلوم ہو گیا کہ حسینؑ شہید ہو گئے لہٰذا انہوں نے لوگوں تک یہ خبر پہونچا دی کہ حسینؑ کو شہید کر دیا گیا۔ تھوڑے ہی دنوں بعد ہم دیکھتے ہیں کہ ۶۰ھ کے واقعات کے ذیل میں مورخین لکھتے ہیں:

زہیر بن القین البجلیؒ جو عثمان کے طرفداروں میں تھے ۶۰ھ میں فریضہ حج بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد جب اس سرزمین سے باہر نکلے تو راستہ میں انھیں امام حسینؑ کا قافلہ دکھائی پڑا جو عراق کی طرف بڑھ رہا تھا۔ زہیر بھی امام حسینؑ کے قافلے کے ساتھ ساتھ چلنے لگے لیکن انہوں نے امام حسینؑ سے ملاقات نہیں کی۔ یہاں تک کہ امام مظلومؑ نے ایک دن انہیں اپنے پاس طلب کیا۔ تھوڑی دیر تک ان سے گفتگو کرتے رہے اور جب ان

سے اٹھے تو اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "تم لوگوں میں سے جو شخص میرے ساتھ آنا چاہتا ہو آجائے' ورنہ یہ سمجھ لو کہ یہ تم لوگوں سے میری آخری ملاقات ہے۔"

اس کے بعد زہیر نے اپنے ساتھیوں کو خطاب کرتے ہوئے ایک پرانی داستان بیان کرنا شروع کی کہ ایک روز میں کچھ مسلمانوں کے ساتھ ایک جنگ میں شریک ہونے کے لئے نکلا' جنگ میں ہم لوگوں کو کامیابی حاصل ہوئی اور ہمارے ساتھیوں کو بہت سا مال غنیمت بھی حاصل ہوا اور سب لوگ بہت خوش ہوئے۔ ان لوگوں کے درمیان سلمان فارسی بھی موجود تھے انھوں نے ہم لوگوں سے بیان کیا کہ ایک دن حسینؑ دشمنوں کے خلاف جنگ کریں گے اور اس جنگ میں انھیں شہید کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد سلمان فارسی نے اپنے اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر اُس زمانے میں تمھیں حسینؑ مظلوم کے ساتھ رہ کر دشمنان اسلام کے خلاف جنگ کرنے کا موقع مل گیا تو تم لوگ آج سے کہیں زیادہ خوش ہوگے اور اس خوشی کے مقابلے میں جو آج مال غنیمت حاصل ہونے کی وجہ سے ہے وہ خوشی اس سے کئی گنا زیادہ ہوگی۔ ابن اثیر کا بیان ہے کہ زہیر نے اپنے اصحاب سے سلمان فارسی کی اسی حدیث کا ذکر کرنے کے بعد اپنے گھر والوں کو الوداع کہا اور اپنی زوجہ کو' محض اس خیال سے کہ ممکن ہے انھیں رنج و مصائب کا سامنا کرنا پڑے' طلاق دیکر قافلۂ حسینی میں شمولیت اختیار کرلی اور میدان کربلا میں دیگر اصحاب و انصار حسینؑ کے ساتھ وہ شہادت سے ہم آغوش ہوگئے۔

اس کے علاوہ دیگر مورخین نے بھی لکھا ہے کہ "حسینؑ مظلوم بچپن ہی سے اپنی شہادت اور کربلا کے میدان میں رونما ہونے والے حوادث سے بخوبی واقف و آگاہ تھے اور اسی طرح حضرت زینبؑ کی ولادت کے موقع پر لوگوں کے درمیان ان کی آئندہ زندگی کا ذکر عام تھا۔"

کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی' حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ حضرت زینبؑ کی ولادت کے سلسلے میں انھیں مبارکباد پیش کریں لیکن انہوں نے حضرت علیؑ کو رنجیدہ و غمگین حالت میں دیکھا۔ سلمان فارسی نے اس خوشی کے موقع پر مولا کی رنجیدگی کا سبب دریافت کیا تو حضرت علیؑ نے انھیں کربلا کے میدان میں حسینؑ کی شہادت کے بعد زینبؑ پر ڈھائے جانے والے مصائب سے آگاہ کیا اور اس کے بعد وہ بہت دیر تک گریہ کرتے رہے۔

☆ ☆ ☆

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان تمام روایات کو جعلی' بناوٹی اور افسانہ نگاروں کی خود ساختہ داستان کہا جاسکتا ہے؟

کیا مورخین نے ان روایتوں کا اپنی طرف سے اضافہ کر دیا ہے اور یہ تمام تاریخی اسناد و مدارک' کرامات نگاروں کی ذہنی تخلیق ہوسکتی ہے؟

کیا یہ تمام باتیں محض داستان اور افسانہ کی حیثیت رکھتی ہیں جو فکر و خیال کی دنیا میں گم رہنے والے مصنفین نے یونہی بیان کر دی ہیں؟

یہ روایات اتنی معتبر و مستند ہیں کہ مغربی محققین اور مشرقی علوم و معارف کے ماہرین نے بھی ان روایات کے بارے میں مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے اور رونالڈسن نے اپنی کتاب "عقیدۂ تشیع" اور "لامنس" نے اپنی کتاب "فاطمہ اور پیغمبرؐ کی دیگر بیٹیاں" میں ان روایات کو سند کی حیثیت سے نقل کیا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اکثر مسلمان مورخین نے ان روایات کے صحیح ہونے میں کسی طرح شک و شبہ کا اظہار نہیں کیا ہے فقط معدودے چند افراد نے ہی ان میں سے بعض روایات کے بارے میں تشکیک و تردید ظاہر کی ہے۔ فقط عہد قدیم کے مورخین کی نظر میں ہی نہیں بلکہ عصر حاضر کے مصنفین نے بھی اپنی تصانیف میں قدیم مورخین کی روایت پر مکمل اعتماد و اعتبار کا اظہار کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ حضرت زینبؑ کی ولادت کے موقع پر اہلبیت نبوتؐ کے درمیان رنج و غم کا ماحول طاری تھا۔ مثلاً ایک ہندوستانی مسلمان مصنف "محمد الحاج سالمین" اپنی گرانقدر کتاب "سیدہ زینبؑ" کے پہلے باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "آخر اس نومولود کی ولادت کے موقع پر حاضرین اس قدر رنجیدہ و غمگین کیوں ہوگئے۔" اسی کتاب میں دوسری جگہ کربلا کے مصائب انگیز حوادث کے سلسلے میں کی جانے والی پیشین گوئی کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔ بچی کی ولادت کی خبر سنتے ہی پیغمبر اکرمؐ گھر تشریف لائے اور غیر معمولی رنج و غم اور اشک...

...ں کے ساتھ نومولود بچی کی پیشانی کو بوسہ ... ونکہ ان کی نگاہوں میں کربلا کے وہ غم انگیز ... موجود تھے جن سے آنے والے وقت میں ... حضرت زینبؑ کو دوچار ہونا ہے۔

اس کے بعد سالکین یہ سوال کرتا ہے کہ "ذرا ... سے کام لیتے ہوئے انصاف سے بتایئے کہ ... پیغمبر اکرمؐ نے علم غیب سے ان مناظر کو اپنی ... نظروں سے دیکھا ہوگا' جن میں ان کی اس نومولود ... پر رنج و مصائب ڈھائے جا رہے تھے' تو ان پر کیا ... طاری ہوگی'

اور جس وقت اس نومولود نواسی کے چہرے ... ان مہلک مصائب کی جھلک دیکھتے ہوں گے جو واقعہ ... کے بعد ڈھائے جانے تھے تو ان پر کیسا غم طاری ... ہوا ہوگا؟!!

ممکن ہے کہ ہم ان باتوں کو جو اس دور میں حضرت زینبؑ کی ولادت کے موقع پر لوگوں کے درمیان موضوع بحث تھیں تھوڑی دیر کے لیے نظر انداز کر دیتے لیکن واقعہ کربلا کے رونما ہونے کے بعد ... بھی غم انگیز حوادث آج بھی ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں تو پھر ان حقیقتوں کی تردید کیسے ممکن ہے؟

اس جگہ اس بات کی وضاحت لازمی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت زینبؑ کی ولادت سے قبل حضرت فاطمہ زہراؑ پر کبھی کبھی غیر معمولی گھبراہٹ اور پریشانی طاری ہو جایا کرتی تھی۔ اس سے قبل امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی ولادت کے زمانہ میں ان پر یہ کیفیت کبھی نہیں طاری ہوئی لیکن والدہ گرامی حضرت خدیجہ (س) کی وفات کے بعد سے ان کی گھبراہٹ اور پریشانی میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا رہا کیونکہ اب گھر کی تمام ذمہ داریاں فاطمہؑ کے کندھوں پر تھیں اگرچہ پیغمبر اکرمؐ حضرت عائشہ کے ساتھ شادی کر چکے تھے لیکن سوتیلی ماں اور بیٹی کے درمیان فکری ہم آہنگی نہیں پائی جاتی تھی۔

بہر حال زینبؑ اپنے جد بزرگوار حضرت محمدؐ کی خصوصی توجہ اور گھر والوں کی غیر معمولی محبت کے

> میں نہیں سمجھتا کہ دنیا میں کسی دوسری لڑکی کو کمسنی کے زمانہ میں ایسے مایہ ناز استاد ملے ہوں جیسے حضرت زینبؑ کو ملے تھے چنانچہ انہوں نے اس صورتحال کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔

سایہ میں آہستہ آہستہ پروان چڑھنے لگیں۔ انہوں نے زندگی کے ابتدائی علوم اپنی والدہ گرامی حضرت زہراؑ کی آغوش تربیت میں حاصل کئے اور بچپن گزرنے کے بعد انہوں نے دنیائے بشریت کے نامور اور عدیم المثال اساتذہ مثلاً جد بزرگوار حضرت محمدؐ اور والد محترم حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں جملہ علوم و معارف میں درجہ کمال حاصل کرنا شروع کر دیا۔

میں نہیں سمجھتا کہ دنیا میں کسی دوسری لڑکی کو اس کمسنی کے زمانہ میں ایسے مایہ ناز استاد ملے ہوں جیسے حضرت زینبؑ کو ملے تھے چنانچہ انہوں نے اس صورتحال کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ منقول ہے کہ ایک دن حضرت زینبؑ اپنے والد حضرت علیؑ کی خدمت میں قرآنی آیات کی تلاوت کر رہی تھیں' تلاوت کے بعد حضرت زینبؑ نے بعض آیات کی تفسیر کے بارے میں کچھ سوالات پوچھے۔ حضرت علیؑ نے ان سوالوں کا جواب دیتے ہوئے ان آیات کی مکمل تفسیر بیان کر دی اور حضرت زینبؑ اپنی غیر معمولی سوجھ بوجھ کی وجہ سے فوراً سمجھ گئیں کہ آنے والے وقت میں انہیں اہم ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانا ہے کیونکہ ان آیات میں ذمہ داریوں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ لیکن حضرت علیؑ اس وقت حیران رہ گئے جب حضرت زینبؑ نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ یہ فرمایا کہ:

"بابا جان! میں اس بات سے بخوبی واقف ہوں۔ والدہ گرامی مجھے اس سلسلے میں سب کچھ بتا چکی ہیں تاکہ میں آنے والے وقت کے لئے ہمہ تن آمادہ رہوں۔"

جی ہاں! حضرت زینبؑ کو بچپن ہی سے ان تمام باتوں کا بخوبی علم تھا کہ کربلا کے میدان میں بھائی حسین مظلومؑ کی شہادت کے بعد انہیں اہلبیتؑ کے لٹے ہوئے قافلے کی قافلہ سالاری اور یزیدی مظالم کے بوجھ تلے دبے ہوئے اسلام کی حفاظت و پاسداری کرنی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ مصائب و آلام کے سمندر کو پار کرتے ہوئے انہوں نے پوری دنیائے بشریت پر یہ واضح کر دیا کہ شہادت حسینؑ کے بعد اسلام کی نابودی کا جشن منانے والے درحقیقت اپنے مقصد میں پوری طرح ناکام رہ گئے اور امام حسینؑ و حضرت زینبؑ کی قربانیوں کے سایہ میں اسلام آج بھی زندہ و سربلند ہے۔

☆ ☆ ☆